۲ - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینۂ مبارک کے پاک کئے جانے کا معاملہ متشابہات کے قبیل سے ہے۔ اسے سمجھنا ہمارے بس میں نہیں، اس لیے اس پر کسی تحقیق کی بنیاد نہیں رکھی جاسکتی۔

۳ - "دل" کا لفظ ادب کی زبان میں کبھی اس معنی میں استعمال نہیں ہوا ہے جس میں یہ لفظ علم تشریح (Anatomy) اور علم وظائف الاعضا (Physiology) میں استعمال ہوتا ہے۔ ادب میں "دماغ" (Cold Reason) کی نمائندگی کرتا ہے اور اس کے برعکس "دل" جذبات وحسیات اور خواہش اور ارادے کا مرکز مانا جاتا ہے۔ ہم رات دن بولتے ہیں کہ میرا دل نہیں مانتا، میرے دل میں یہ خیال آیا، میرا دل یہ چاہتا ہے۔ انگریزی میں (Qualities of Head & Heart) کا فقرہ بکثرت استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ الفاظ بولتے وقت کوئی شخص بھی علم تشریح والا دل مراد نہیں لیتا ہے۔ ممکن ہے کہ اس کا آغاز اسی نظریہ کے تحت ہوا ہو جو جالینوس کی طرف منسوب ہے۔ لیکن ادب میں جو الفاظ رائج ہو جاتے ہیں وہ بسا اوقات اپنے ابتدائی معنی کے تابع نہیں رہتے۔

ہدایت و ضلالت کے درمیان

سوال :-

بڑی شدید ذہنی کشمکش میں یہ خط لکھ رہا ہوں۔ دو سال پیشتر جماعت سے متاثر ہوا اور تحریک سے ہمدردی کا تعلق قائم ہے۔ چنانچہ جب سے اب تک دوسروں کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ لیکن ایک مدت تک میں خود اپنے آپ کو عملی لحاظ سے کچھ بھی نہ بدل سکا۔ فروری ۵۱ء میں احساس پیدا ہوا اور اپنا محاسبہ کرنے پر توجہ ہوئی تو اپنے آپ کو صبغۃ اللہ میں رنگنے کا فیصلہ کر لیا۔ سینما سے قطعی پرہیز شروع کیا، گندے لٹریچر کو بھی چھوڑا، کاروبار میں بھی ایماندارانہ طریقے اختیار کر لیے، لیکن مہینہ ڈیڑھ مہینہ اپنے فیصلے کی سختی سے پابندی کرنے کے بعد ایک ناقابل فتح ذہنی تحریک کے تحت پھر سینما دیکھ ڈالا، پھر احساس

ہوا مگر تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد جب کبھی اندرونی خواہش پیدا ہوئی، تو ہزار کوشش کے باوجود اس سے کبھی نجات حاصل نہ ہو سکی۔ لین دین میں ایک مرتبہ دانستہ امانت داری کے خلاف ایک حرکت کا ارتکاب کیا، نماز بھی چھوٹ گئی، ایک رشتہ دار لڑکی سے "معصوم سی" پرانی دلچسپی تھی وہ بھی عود کر آئی ہے اور اس سے خواہ مخواہ باتیں کرنے کو جی چاہتا ہے، گانا ترک کر دیا تھا لیکن یہ ذوق بھی اب پھر ابھر آیا ہے۔ لیکن ساتھ ساتھ چونکہ اسلام کی دعوت کا کام بدستور اپنے حلقۂ اثر میں کر رہا ہوں لہٰذا یہ سب کچھ دوسروں سے چھپا کر کرتا ہوں اور برابر یہ یقین دلانے کی کوشش کرتا ہوں کہ میں ایک صالح مسلمان ہوں۔ نمازوں میں سے صرف ایک نماز (عصر)، جو دفتر کے اوقات میں آتی ہے (واضح رہے کہ میں اب ملازم ہوں)، محض اس لیے ادا کرتا ہوں کہ کام کے ساتھیوں کو، جن میں دعوت کا کام کرتا ہوں مطمئن رکھ سکوں کہ میری زندگی دعوت کے عین مطابق ہے۔

اپنی اس حالت پر بار بار غور کیا، کبھی مایوسی ہوتی ہے، کبھی بے چینی، کبھی ندامت، کبھی روتا ہوں، کبھی دعائیں مانگتا ہوں، مگر عملی زندگی مطلوبہ نقشے پر استوار ہونے میں نہیں آتی۔ سوچتا ہوں کہ عمل کا دارومدار تعلق باللہ پر ہے، لیکن تعلق باللہ کیسے پیدا ہو؟ جماعت کے لٹریچر کا مسلسل مطالعہ کرتا ہوں مگر پھر بھی کچھ نہیں بنتا۔ مجھے رہنمائی بہم پہنچایئے کہ میں کیا کروں؟

جواب:۔

آپ نے جو حالات لکھے ہیں ان کو دیکھ کر میں اسی نتیجے پر پہنچا ہوں کہ آپ اپنے مرض کو طویل مدت تک پال لینے کے بعد اب علاج کی طرف متوجہ ہوئے ہیں۔ آپ کو اول ہی روز یہ سمجھنا چاہیے تھا کہ آدمی کا اپنے عقیدہ و علم کے خلاف کام کرنا (یعنی جسے وہ ایمانداری کے ساتھ فرض سمجھتا ہو اسے ادا نہ کرنا، اور جن کاموں کو وہ ناجائز سمجھتا ہو انہیں کر گزرنا) ایک سخت کمزوری ہے جو نہ صرف آدمی کے کیریکٹر کو بودا بنا دیتی ہے، بلکہ بتدریج اسے منافق بنا کر چھوڑتی ہے۔ پھر ایسے شخص کا دوسروں کو تبلیغ کرنا، اور اس خیال سے چھپ چھپ کر گناہ